بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 67

بحکم گورنمنٹ پنجاب

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۷ ｜ شمارہ ۴۰

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۰ر تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۹ر تبوک کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

قادیان ۳۰ر تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ محترم صاحبزادہ صاحب کو چار روز سے شدید نزلہ و زکام کی تکلیف ہے۔ احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمادیں۔

قادیان۔ حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے تیسرے صاحبزادے نواب عبدالرحیم خان صاحب خالد جن کے وجود میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان اِنّکَ اَنْتَ الْمَجَاز پورا ہوا مالیر کوٹلہ سے مورخہ ۱۲/۹/۶۸ سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ کا ارادہ قادیان میں مزید عرصہ قیام کرنے کا ہے۔ آپ دار المسیح کے حصہ دار البرکات میں مقیم ہیں۔ ۷۲ سال کی عمر میں آپ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

۱۰ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ ｜ ۳ر اخاء ۱۳۴۷ہش ｜ ۳ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

اطالوی سائنس داں "گلیلیو" کا کفر و ایمان

اور چرچ کا دانشمندانہ اقدام

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

عین الیقین آئیے آج میں آپ کو سترہویں صدی عیسوی کے ایک اطالوی سائنسدان سے ملاؤں۔ اس کا نام ہے "گلیلیو"۔ اس کا سائنس کی دنیا پر یہ احسان ہے کہ اس کی بدولت علم ہیئت کی ایک شاخ جس کو "طبیعی ہیئت" کہتے ہیں علم الیقین کی حد سے نکل کر عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچ گئی۔

فلکی مشاہدات یوں تو چین۔ یونان اور ہندوستان کے قدیم ہیئت دانوں نے اجرام فلکی کی "ہیئت طبیعی" کے متعلق جو کچھ لکھا اس کی بنیاد بھی مشاہدے پر تھی۔ مگر وہ مشاہدہ بہت ناقص اور نامکمل قسم کا تھا۔ وہ جو کچھ کہتے تھے محض قیاس و تفکر سے کہتے تھے۔ ان کے پاس فضائی کروں کی ہیئت طبیعی معلوم کرنے کا اپنی خالی آنکھ کی بصارت کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ لیکن آنکھوں میں وہ توانائی نہیں کہ دور دراز کے اجرام فلکی کے حالات کا پورا مشاہدہ کر سکے۔

ہیئت طبیعی مثلاً چاند جو فضائی کروں میں زمین سے قریب تر ہے اس کی طبیعی حالت کیا ہے؟ وہ کن چیزوں سے بنا ہے۔ وہ کوئی سیال ہوائی مادے کا گولہ ہے یا کوئی ٹھوس چمکتا ہوا کرہ ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کی تخلیق کن مادوں سے ہوئی ہے۔ اور اس کا موسم۔ آب و ہوا اور تاثیر کیسی ہے؟ ظاہر ہے کہ ایک آدمی زمین پر بیٹھ کے خالی آنکھ سے چاند کو دیکھ کر اس کے ان طبیعی حالات کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ اسی لئے سترہویں صدی عیسوی سے پہلے ہیئت کی کتابوں میں اجرام فلکی کی محوری اور مداری گردشوں پر تو بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مگر ان کے طبیعی حالات پر بہت کم تحریریں ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی محض قیاس۔ تخمین اور ظن ہے۔ لیکن جب سترہویں صدی عیسوی آئی تو "کارگاہ قدرت" میں ایک ایسے انسان کا ظہور ہوا جس نے ہیئت دانوں کی یہ مشکل حل کر دی۔ اس کا نام "گلیلیو" ہے۔ یہ اٹلی کا رہنے والا تھا۔

الہیثم کی عینک اس نے جب دیکھا کہ علم ہیئت میں ہیئت طبیعی کا باب بالکل تشنہ۔ نامکمل اور ناآسودہ ہے تو وہ کوئی ایسا آلہ بنانے میں کوشاں ہو گیا جس سے فضائی کروں کے طبیعی حالات کا صحیح طریقے پر مطالعہ کیا جا سکے۔ اس نے یہی مقصد حاصل کرنے کے لئے ایک طاقتور "دوربین" بنانے کا ارادہ کیا۔ اس کے سامنے دوربین کا تصور غالباً الہیثم کی عینک سے آیا تھا۔ دوربین سے صدیوں پہلے اندلس کے ایک مسلمان سائنسدان "الہیثم" نے عینک ایجاد کی تھی۔ جس کی خاصیت یہ ہے کہ آنکھ پر لگانے سے دور یا نزدیک کی چیز بڑی اور روشن نظر آنے لگتی ہے۔ یہ اس ایجاد کی بڑی خوبی ہے۔ گلیلیو کی رہنمائی الہیثم کی اس ایجاد نے کی۔ اور وہ ایک ایسا آلہ بنانے میں محو ہو گیا جس سے ہزاروں میل دور کی چیزیں صاف اور بڑی نظر آنے لگیں۔ گلیلیو اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اور اس نے ۱۶۰۹ء میں ایک ایسا آلہ بنا لیا جس سے دیکھا جائے تو ہزاروں میل دور کی چیز بھی نزدیک اور بڑی معلوم ہونے لگتی ہے۔ اسی کو دوربین کہتے ہیں۔

گلیلیو کی دوربین گلیلیو دنیائے علم و فن کا ایک بطل جلیل تھا۔ وہ عظیم فلسفی اور مفکر ہونے کے علاوہ ایک اولوالعزم عالی حوصلہ اور بلند ہمت انسان بھی تھا۔ اس کو عرب سائنسدان کی بدولت شیشہ کو آنکھوں کا معاون و مددگار بنانے کا راز معلوم ہو چکا تھا اس نے شیشے کے ٹکڑے پر اپنا تجربہ شروع کیا۔ وہ تمام دنیوی منافع و فوائد سے منہ موڑ کر اس کام میں منہمک ہو گیا۔ دراصل قدرت بھی اس سے یہ کام لینا چاہتی تھی کیونکہ دنیا میں تمام ایجادات کے ظاہر ہونے کا زمانہ نزدیک آگیا تھا۔ اور عنقریب قرآن مجید کی یہ پیشگوئی

اِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

کا ظہور ہونے والا تھا۔

وہ دن رات شیشے کے ان ٹکڑوں پر اپنا فنی عمل کرتا چلا گیا۔ وہ انہیں رگڑتا اور صیقل کرتا۔ اس کو اپنے بھائی کے علم و فضل کا قدر دان تھی اس کی معاون تھی۔ وہ بھی اس کا ہاتھ بٹاتی۔ چنانچہ ۱۶۰۹ء کی وہ گھڑی آئی جب دوربین تیار ہو گئی۔

چاند کی ہیئت طبیعی گلیلیو نے جب اس کا رخ چاند کی طرف کیا تو وہ فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ چاند جو زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل کی دوری پر ہے اس کی ٹرانسٹک پر نظر آرہا تھا۔ چاند کا دائرہ اب اتنا وسیع ہو گیا تھا کہ ایک مرتبہ پورے چاند کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے دوربین کا رخ تھوڑا تھوڑا حصے کی طرف کر کے اس کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ چاند پر ہماری زمین کی طرح پہاڑ بھی ہیں [illegible] بڑے بڑے غار بھی [illegible] نشان بھی ہے۔ ایک بڑا حصہ ریگستان کا [illegible] گلیلیو نے سمندر سمجھا تھا [illegible] چیٹا کرہ ہے [illegible] چاند سے تشبیہ [illegible]

باقی صفحہ ۱۲ پر

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶۔۷۔۸ر صلح ۱۳۴۸ہش مطابق ۶۔۷۔۸ر جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی مندرجہ بالا تاریخیں رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پریذیڈنٹس امراء کرام و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے۔ اور احباب کرام زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مکرم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ [illegible]

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ ۳ر اخاء ۱۳۴۷ہش

تبلیغ و اشاعتِ دین کا کامیاب جامع اور عالمگیر منصوبہ

"تحریکِ جدید"

مرکزی دفتر تحریکِ جدید کی طرف سے ۲ر تا ۸ر اخاء (اکتوبر) تمام احمدی جماعتوں میں ہفتہ تحریکِ جدید منائے جانے کی تحریک کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بدر کا یہ پرچہ احبابِ جماعت کی خدمت میں ایسے وقت میں پہنچے گا جبکہ مرکزی ہدایات کے مطابق احباب "ہفتہ تحریکِ جدید" منا رہے ہوں گے۔ قریباً ایک ماہ سے بدر میں اس مبارک تحریک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی غرض سے مضامین شائع کئے جاتے رہے ہیں۔ تحریکِ جدید وہ جامع اور عالمگیر منصوبہ ہے جسے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تبلیغ و اشاعتِ دین کیلئے ۱۹۳۴ء میں جماعت کے سامنے رکھا۔ اور احبابِ جماعت نے اپنے محبوب امام کی آواز پر دل و جان سے لبیک کہا اور آج جبکہ اس مبارک تحریک کو جاری ہوئے ۳۴ سال پورے ہوتے ہیں ایک شجرۂ طیبہ کی شکل میں دُنیا کے سامنے ایک حقیقت بن چکا ہے۔ جس کے گھنے سائے تلے ہزاروں ہزار نفوس حقیقی آرام اور راحت پا رہے ہیں۔ اور اس کے زندگی بخش شیریں پھلوں سے ایک پُرسکون اور اطمینان بخش نئی اور فعّال زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اسی بابرکت تحریک کے خوش کن اثرات ہیں کہ یورپ کے تثلیث کدوں اور الحاد و بے دینی کے مراکز میں توحیدِ باری تعالیٰ اور رسالتِ محمدیہ کی نہ صرف صدائیں بلند ہو رہی ہیں بلکہ ان ممالک کے سینکڑوں لوکل باشندے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے گرویدہ اور دالہ و شیدا ہو چکے ہیں کہ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے ہردم تیار ہیں۔ برّاعظم افریقہ جسے کسی زمانہ میں تاریک برّاعظم کے نام سے پکارا جاتا تھا آج نورِ اسلام سے چمک اٹھا ہے اور تحریکِ جدید کی تنظیم کے ماتحت جانے والے احمدیت و اسلام کے مبلغین و مبشرین کی شب و روز کی تبلیغ و اشاعت کے نتیجہ میں افریقہ کا دیو جاگ اُٹھا ہے۔ اور وہ اس دینِ متین کے لئے سینہ سپر ہو کر الحاد و دہریت کے ساتھ مسیحیت کا ایسا زبردست مقابلہ کر رہا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے یہاں پر مسیحیت چند روز کی مہمان ہے —!!

تحریکِ جدید کے بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ جو فرمایا کہ:-

"تحریکِ جدید دراصل اسلام کے احیاء کا نام ہے۔ جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دُنیا اس سے ناواقف ہو گئی تھی ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہی ہے"

یہ اپنی جگہ بالکل صحیح۔ سو فیصدی درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔ ہمارے نزدیک "جدید" کے پیارے نام میں اس طرف بھی لطیف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مبارک تحریک اپنی پوری تفصیل اور منصوبہ کی جامعیت کے ساتھ ہمیشہ ہی نو بہ نو اور تازہ بتازہ رہے گی۔ چنانچہ تحریکِ جدید کا ایک ایک مطالبہ یکے بعد دیگرے ملاحظہ فرمائیے آپ خود اس بات کی تائید کریں گے کہ یہ سب باتیں ۳۴ سال کا زمانہ گزر جانے کے باوجود آج بھی اسی طرح قابلِ توجہ۔ ایمان افروز اور دعوتِ عمل دینے والی ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ احبابِ جماعت مرکزی دفتر سے "مطالباتِ تحریکِ جدید" موسومہ کتابچہ منگوا کر اُسے ہمیشہ ہی زیرِ مطالعہ رکھیں۔ انہیں ایسی نئی نئی براہین ملیں گی جن کے تحت وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت و اشاعت میں بڑھ سکیں گے۔

جیسا کہ حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ اقتباس سے یہ امر ظاہر ہے کہ تحریکِ جدید اسلام کے احیاء کا ہی نام ہے۔ اور اسلام کا پیغام کسی ایک قوم یا خطہ تک کے لئے محدود نہیں بلکہ اسلام کا پیغام عالمگیر ہے اس لئے تحریکِ جدید کا عملی منصوبہ بھی عالمگیر نوعیت کا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۲ء میں فرمایا:-

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دُعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں۔ اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریکِ جدید ہے" (الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

پھر تحریکِ جدید کی وسعت اور دیگر اغراض و مقاصد کو واضح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"تحریکِ جدید اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے پیغام کو دُنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریکِ جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں۔ اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔

تحریکِ جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے"

ان سب باتوں کے حصول کے لئے حضور نے احبابِ جماعت کے سامنے نہایت واشگاف الفاظ میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ انہیں ہر قسم کی مالی اور جانی قربانیاں دینی ہوں گی۔ بغیر ایسی قربانیوں کے کامیابی ناممکن ہے۔ مثلاً حضور نے فرمایا:-

"ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بغیر قربانیوں کے اور بغیر منہاجِ نبوت پر چلنے کے دُنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو اُن سے زیادہ پاگل اور کوئی نہیں ہو سکتا"

حضور نے فرمایا:-

"ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کرتیں۔ پس ان باتوں کو دوہراؤ اور دوہراتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور وظیفہ بن جائیں۔ اور اگر ایک چھوٹے سے بچے سے بھی سوال کیا جائے کہ احمدیت کی ترقی کا کیا ذریعہ ہے؟ تو وہ کہہ اُٹھے کہ ہم بغیر قربانی اور جان دینے کے ترقی نہیں کر سکتے اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ ایک عورت سے اگر پوچھا جائے تو وہ بھی یہی جواب دے اور اگر ایک مرد سے پوچھا جائے تو وہ بھی یہی جواب دے۔ غرض ہر شخص کے ذہن میں یہ باتیں ڈالی جائیں اور اس کے ماتحت جماعت میں ایسا ماحول اور بیداری پیدا کی جائے کہ قربانیاں کرنا کوئی مشکل کام نہ رہے"

یہ تو ذہنی اور ایمانی تیاری تھی جس میں جماعتِ احمدیہ نے خدا کے فضل سے بے نظیر کامیابی حاصل کی۔ اسی جذبۂ ایمانی کے تحت سینکڑوں نوجوانوں نے دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کیں۔ پہلے مرکز میں رہ کر دین کی تعلیم حاصل کی اور پھر عزیز و اقارب اور وطنوں سے دُور دراز علاقوں میں جا کر اسلام و احمدیت کے زندگی بخش پیغام کو بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔ خدا کے فضل سے یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چل رہا ہے۔ اور آج یہ جو کہا جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے احمدیت پر سُورج غروب نہیں ہوتا تو اس میں اُن سرفروش مجاہدینِ اسلام کی جانی قربانیوں کا وافر حصّہ ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے ان کے اہل و عیال کا ہر آن حامی و ناصر ہو۔ اور ان پر خاص برکتیں نازل کرے۔ آمین۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو کچھ شمار نہیں۔ مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گزشتہ معجزات کو پیش کریں۔ بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے۔ اور ان کی اُمّت خالی اور تہی دست ہے صرف قصّے اُن لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی۔ اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ اُمّت جو شرفِ اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اس وجہ سے مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اور اس کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرتِ عزّت موجود ہے۔ اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیقِ رسول اللہؐ اور کتاب اللہ کے بارے میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرّف ہوتا ہوں۔ اب ہوشیار ہو جاؤ اور سوچ کر دیکھ لو! کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ درحقیقت من جانب اللہ ہیں۔ آخر سچّے مذہب کیلئے کوئی تو مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے ..... غرض سچّے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے ..... پس اس وجود کا واقعی طور پر پتہ دینے والا صرف قرآن شریف ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں کہ اس پوشیدہ وجود کا پتہ دے"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۱۳ و ۱۴)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے شفا عطا فرمائی ہے

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُس ذمہ داری کو جو اُس نے مجھ پر ڈالی ہے کماحقہٗ پورا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے

اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں تمہیں دکھ اور تکالیف پہنچائی جائیں تو تم صبر کا ایسا نمونہ دکھاؤ جو معجزانہ رنگ رکھتا ہو

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ دعاؤں سے کام لو اور فساد اور بدامنی کو امن اور صلح و آشتی میں بدلنے کی کوشش کرو

فرمودہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ر تبوک ۱۳۴۷ہش مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے اور ہر شفا کا منبع اس کی ذات ہے اس نے اپنے فضل اور رحم سے

مجھے شفا عطا فرمائی ہے

فالحمد للہ علیٰ ذالک

دوست بڑی محبت اور عاجزی سے دعائیں کرتے رہے ہیں۔ میں بھی دعاؤں میں لگا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ہماری دعاؤں کو قبول کیا۔ اور ایسے رنگ میں قبول کیا کہ ظاہری آنکھ اسے ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتی۔

جس وقت میں یہاں سے گیا تھا میری طبیعت بہت خراب تھی شکر کا نظام درست نہیں تھا۔ اس کے علاوہ (جیسا کہ وہاں جا کر پتہ لگا اور گزشتہ سال جب میں یورپ کے دورہ پر گیا تو وہاں کے ایک ڈاکٹر نے بھی کہا تھا کہ خون میں یورک ایسڈ کی زیادتی ہے اس کی فکر کرنی چاہیئے) پیشاب میں

یورک ایسڈ زیادہ ہو گیا تھا

پھر پیٹ میں بھی تکلیف تھی جو ٹیسٹ میں ظاہر ہوئی کراچی میں ایک ڈاکٹر ہیں جن کا نام ڈاکٹر سید شوکت ہے۔ ان کا میں نے علاج کیلئے انتخاب کیا تھا۔ اس لئے کہ ان سے بے تکلفی ہے۔ اور وہ بہت تعلق رکھتے ہیں۔ میں ہر بات بغیر حجاب کے ان سے کر سکتا تھا چنانچہ جب پہلے دن وہ مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں نے انہیں کہا کہ میں اپنے احساس کے لحاظ سے ان بیماریوں اور تکالیف کا آپ سے ذکر کروں گا جن میں سے میں گزرا ہوں۔ آپ خاموشی سے میری بات سنتے رہیں اور جو بات نوٹ کرنے کی ہو وہ نوٹ کر لیں۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ قریباً چالیس منٹ یا پچاس منٹ تک میں نے اپنے احساس کے مطابق اپنی تکالیف بیان کیں۔ ان کے ایک نائب ان کے ساتھ تھے۔ وہ بعض باتیں نوٹ کرتے رہے۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ آپ نے ضرورت سے زیادہ خوراک کم کر دی ہے۔ اور اس طرح ممکن ہے کہ ہمیں

بیماری کا صحیح پتہ نہ لگے

اس لئے آپ کل سے ٹیسٹ نہ کروائیں۔ بلکہ آپ دو تین دن اپنے معمول کے مطابق کھانا کھائیں اور میٹھا بھی کھائیں۔ ان اشیاء کا استعمال کریں جو آپ عام طور پر کرتے ہیں اس کے بعد ہم ٹیسٹ لیں گے۔ چنانچہ دو تین دن کے بعد وہ آئے اور جب انہوں نے خون اور قارورہ کا ٹیسٹ لیا تو جو شکل بنی وہ یہ تھی۔

نہار قارورہ میں ۲½ فیصد شکر
گلوکوز پینے کے نصف گھنٹہ کے بعد
۳ فیصد شکر
ایک گھنٹہ کے بعد ۳½ فیصد شکر
ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ۲½ 〃 〃

اور خون کی یہ شکل بنتی تھی کہ

نہار ۹۵ کی بجائے ۲۱۰ گلوکوز
آدھا گھنٹہ کے بعد ۳۴۵ گلوکوز
ایک گھنٹہ کے بعد ۳۷۰ گلوکوز
ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ۳۴۵ گلوکوز
دو گھنٹے کے بعد ۲۸۰ گلوکوز

اور عام حالات میں معمول کے مطابق خون میں گلوکوز کی مقدار ۹۵ ہے۔ اس کو نارمل ٹیسٹ کہتے ہیں۔ غرض یہ گراف بنا جو میں نے بیان کر دیا ہے

چونکہ ڈاکٹر صاحب مجھ سے تعلق رکھنے والے ہیں اس لئے جب وہ دوبارہ مجھے ملنے کے لئے آئے تو یہ رپورٹیں ان کی کاپی میں لکھی ہوئی تھیں۔ اور جو میں نے اپنی ہسٹری انہیں بتائی تھی۔ یعنی میں نے بتایا تھا کہ میں فلاں فلاں بیماری میں سے گزرا ہوں اس کا خلاصہ بھی انہوں نے نوٹ کیا ہوا تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے کھانے کے متعلق ایک چارٹ بھی تیار کیا ہوا تھا۔ اور سارے ٹیسٹ جو ہوئے تھے ان کی تاریخ بھی ان کی کاپی میں درج تھے۔

ڈاکٹر صاحب بڑے دکھ سے مجھے کہنے لگے کہ اب ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ذیابیطس بیماری کی شکل اختیار کر گئی ہے اور یہ دوا ہے۔ آپ اسے استعمال کریں۔ ہر چار دن کے بعد ہم خون کا ٹیسٹ لیا کریں گے۔ اور دیکھیں گے کہ دوا کھانے کے بعد آپ کو کوئی فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اگر ذیابیطس بیماری کی شکل میں آ گئی ہے تو دوا استعمال کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ کوئی ایسی بیماری تو نہیں کہ اگر ایک دن دوا استعمال نہ کی جائے تو زیادہ ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے آپ مجھے اجازت دیں کہ ذیابیطس کی جو دوا آپ مجھے بتا رہے ہیں وہ پہلے چار دن میں استعمال نہ کروں۔ باقی کھانے کا جو پرہیز آپ بتا رہے ہیں وہ میں کروں گا۔ اور جو دوسری ہدایتیں آپ نے مجھے دی ہیں ان پر بھی میں عمل کروں گا کیونکہ

میری طبیعت پر یہ اثر ہے

کہ مجھے ذیابیطس بیماری کی شکل میں نہیں۔ گو ڈاکٹر کی حیثیت سے میں یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ طب کے ماہر تو آپ ہی ہیں غرض میں نے کہا کہ اگر کوئی حرج نہ ہو تو میرا خیال ہے کہ میں چار دن دوائی نہ کھاؤں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ بے شک پہلے چار دن دوائی نہ کھائیں۔ چنانچہ میں نے پہلے چار دن ذیابیطس کی دوائی استعمال نہ کی۔ ہاں یورک ایسڈ کی زیادتی کی جو دوا تھی وہ میں نے کھائی۔ اسی طرح پیٹ کی خرابی کے لئے جو دوا ڈاکٹر صاحب نے تجویز کی اس کا استعمال بھی میں نے کیا۔ یہ بھی نہ بھولنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف تدبیر کو پیدا کیا ہے بلکہ تدبیر کے استعمال کا حکم بھی دیا ہے۔ اور جو شخص تدبیر کو پسند نہیں کرتا اسے اللہ تعالیٰ کی نگاہ پسند نہیں کرتی۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ میں نے دوائی نہیں کھائی تو میری مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ ایلوپیتھی کی دوائی جو ان ڈاکٹر صاحب نے بتائی جن کے میں زیر علاج تھا وہ میں نے نہیں کھائی ویسے ہومیوپیتھک کی دوائی میں کھا رہا تھا۔ اور جدوار بھی میں استعمال کر رہا تھا۔ حب جدوار شکر کے لئے بڑی اچھی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بھی بعض بیماریوں کے لئے یہ نسخہ بتایا گیا تھا

بہرحال میں نے

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ

دیکھا کہ چار دن کے اندر قارورہ کی شکر جو نہار ۲½ فیصد تھی اس مقدار سے گر کر اس کے معمولی آثار باقی رہ گئے اور اتنی کم رہ گئی کہ فیصد کے حساب سے اس کی پیمائش کرنا بھی مشکل ہے۔ اور خون کی شکر (گلوکوز) ۲۱۰ سے گر کر ۱۰۵ پر آ گئی۔ جب اتنی جلدی فرق پڑا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ ابھی دوائی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا ہے

ہر چار دن کے بعد ٹیسٹ ہوتا تھا آخری ٹیسٹ انہوں نے ہمارے آنے سے پہلے جمعرات کو تجویز کیا تھا۔ ہم نے وہاں سے ہفتہ کی شام کو چلنا تھا۔ لیکن جمعرات سے ایک دو روز

(غالباً ایک دن) پہلے میں نے جان بوجھ کر کچھ بے احتیاطی کی۔ یعنی میں نے میٹھا کھا لیا اور کچھ عدم علم کی وجہ سے بے احتیاطی ہو گئی میری بیٹی نے مجھے کہا کہ میں نے بغیر میٹھے کے آئس کریم تیار کی ہے۔ میں نے کہا اچھی بات ہے کھا لیتے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ میں نے اس میں مصنوعی میٹھا ڈالا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ آئس کریم کھا لی۔ لیکن بعد میں وہ کہنے لگی کہ میں نے اس میں تھوڑا سا میٹھا بھی ڈالا تھا۔ اس طرح میٹھا اندازہ سے زیادہ ہو گیا اور ابھی پوری طرح آرام بھی نہیں آیا تھا۔ گو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا مگر بیماری ابھی کنارے پر کھڑی تھی۔ اس لئے جمعرات کو شکر نہار ۱۳۰ ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے دو دن سب پورا پرہیز کریں ہم ہفتہ کے روز آخری ٹیسٹ لے لیں گے۔ نہار بھی اور کھانے کے دو گھنٹے بعد بھی۔ چنانچہ ہفتہ کے روز ٹیسٹ ہوا تو نہار شکر ۱۱۳ تھی اور کھانے کے دو گھنٹے بعد (جو ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق ۱۸۰ بھی ہوتی۔ تب بھی ٹھیک تھا یہ مقدار نارمل ہے۔ بیماری کی شکل نہیں) وہ اتنی گر گئی تھی کہ کھانے کے دو گھنٹے بعد جو ٹیسٹ ہوا اس میں وہ ۹۵ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا

کہ ذیابیطس کی تکلیف بھی دور ہو گئی اور پیٹ کی تکلیف جو تھی اس کی دوائی میں نے کھائی تو اس میں بھی فرق پڑ گیا۔ لیکن دو چار دن کے بعد وہ بیماری پھر عود کر آئی چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ دوائی دی جس کا سات دن کا کورس کل ہی ختم ہوا ہے۔ اس سے تکلیف میں پھر فرق پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ہماری دعاؤں کو قبول کرے تو وہ اپنے فضل اور رحمت سے اس بیماری کو بھی دور کر دے گا۔

میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ شکر کا نظام خراب ہونے کی بڑی وجہ یہ تھی (واللہ اعلم) کہ ایک تو مجھ پر نقرس کا حملہ ہوا تھا اور دوسرے پیٹ کی تکلیف تھی۔ کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ جن دنوں (ٹیسٹ کے دوران)

یورک ایسڈ سب سے کم ہوا

اس وقت میری شکر بھی سب سے کم تھی اور اس وقت پیٹ کی تکلیف بھی نہیں تھی۔ لیکن بعد میں جب ڈاکٹر صاحب نے نقرس کی دوائی کی مقدار کم کر دی۔ یعنی دو گولیاں روزانہ کی بجائے ایک گولی کر دی تو یورک ایسڈ پھر کچھ بڑھ گیا اور پیٹ کی تکلیف بھی عود کر آئی تھی اس لئے شکر بھی کچھ زیادہ ہو گئی۔

اب ڈاکٹر صاحب نے جو تشخیص کی ہے وہ یہ ہے کہ بیماری ذیابیطس نہیں۔ لیکن طبیعت کا رجحان اس طرف ہے۔ اگر بے احتیاطی ہوئی تو خون میں شکر کا معیار بڑھ جائے گا اور بیماری کی شکل بن جائے گی۔ اس لئے

کھانے میں بڑی احتیاط

کرنی چاہیئے۔ کچھ احتیاط تو وہ ہے جو کھانے کی مقدار کے متعلق ہے۔ مثلاً ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ دوپہر کے کھانے پر ۱/۲ چھٹانک، رات کے کھانے پر ایک چھٹانک اور صبح ناشتہ پر ۱/۵ چھٹانک آٹا کھایا جائے۔ اور یہ مقدار سب سے زیادہ ہے۔ یعنی اس سے زیادہ نہ کھایا جائے اور اگر دوائی کھانی ہو تو اتنا ضرور کھایا جائے۔ لیکن دوائی کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں نے سوچا جب اس ہدایت پر عمل کرنا ہے تو پھر پورا عمل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک ترازو منگوایا گیا۔ اور اونس کے بٹے بھی۔ ۱/۲ ۱ چھٹانک (تین اونس) آٹا تولا گیا اور اس کی چپاتیاں بنوائی گئیں۔ ہمارا اپنا باورچی ساتھ تھا اس نے دو چپاتیاں بنائیں اور میں سالہا سال سے دو سے زیادہ چپاتیاں کبھی کھاتا نہیں تھا۔ بعض ڈاکٹروں نے جو احتیاطی غذا بتائی تھی اس سے نصف خوراک میرے معمول کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرتا ہے۔ اصل میں غذا ہضم ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو تھوڑی اور زیادہ غذا کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اب ڈاکٹروں نے ہدایت دی ہے

کہ بیماری نے جو وزن کم کیا ہے صحت وہ وزن بڑھائے نہ۔ بیماری کے دوران مہینہ سوا مہینہ میں میرا ۳۰۔۳۵ پونڈ وزن کم ہو گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اب ضعفِ دماغ بھی نہیں جسم کا بوجھ بھی نہیں۔ کام میں اپنا پورا کرتا ہوں۔ الحمد للہ وزن بھی اپنی جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔ اگر کبھی ایک پونڈ بڑھ جائے تو میں خوراک کم کر دیتا ہوں۔ لیکن جس طرح ذیابیطس کی ٹنڈنسی Tendency اپنی ایک حد پر آ کر ٹھہر گئی ہے اسی طرح میری غذا بھی اس حد پر جو کم سے کم ہو سکتی ہے ٹھہری ہوئی ہے۔

۱/۲ ۱ چھٹانک آٹا میری معمول کی غذا ہے سوائے اس کے کہ شکار یا غیر معمولی ورزش ہو تو اس وقت بھوک زیادہ لگتی ہے اور ۱/۲ ۱ چھٹانک آٹا کی غذا کو کہاں تک کم کیا جا سکتا ہے۔ ویسے یہ ہو سکتا ہے کہ تین چار دن تک آٹا نہ کھایا جائے۔ اور ان دنوں میں بعض ایسی چیزوں پر گزارہ کر لیا جائے جن میں سٹارچ Starch نہیں ہوتا۔ بہرحال ڈاکٹروں نے مجھے ہدایت دی ہے کہ وزن بڑھنا نہیں چاہیئے۔

اصل چیز تو صحت ہے۔ کام کی توفیق ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ چیزیں شامل حال رہیں تو مٹی کے ڈھیر کو ساتھ چمٹائے رکھنے سے کیا فائدہ اور نہ اس سے پیار ہے۔

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے اپنی رحمت میں رکھے اور توفیق عطا فرماتا رہے کہ وہ ذمہ داری جو اس نے اس عاجز اور کمزور کے کندھوں پر ڈالی ہے اس کے پورا کرنے کا جو حق ہے وہ ادا ہوتا رہے

ایک چیز اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت ذہنی پریشانی یا افکار ہوں تو خون میں شکر زیادہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا ہے کہ انسان افکار میں مارا ہی نہ جائے۔ لیکن جب جسمانی ورزش کی جائے تو شکر کم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ استعمال میں آ جاتی ہے۔ اب میرے جیسے آدمی کو تو افکار سے چھٹکارا نہیں مثلاً گھانا میں کسی احمدی کو کوئی تکلیف پہنچے تو ساتھ ہی مجھے بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ امریکہ میں کسی احمدی کو کوئی تکلیف پہنچے یا یورپ میں کوئی احمدی تکلیف میں ہو یا پریشان ہو یا فجی کے جزائر یا آسٹریلیا میں کوئی احمدی پریشان ہو (دنیا کے ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت احمدی موجود ہیں اور جہاں جہاں بھی احمدی ہیں وہاں اگر ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے بھی ساتھ ہی پریشان ہونا پڑتا ہے۔ اور پھر

بنی نوعِ انسان کی ہمدردی

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے دل میں ڈالی ہے۔ جب "انسان" بھٹکتا ہے۔ جب انسان اپنے لئے مصیبتوں کے سامان پیدا کرتا ہے۔ جب انسان اپنی تباہی کی راہوں کو اختیار کرتا ہے تو یہ ساری چیزیں ہمارے دلوں میں فکر پیدا کرتی ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ہی جھک سکتے ہیں اور اس کے حضور ہی ہم جھکتے ہیں۔ کبھی انسان خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی راہ کو چھوڑتا ہے۔ کبھی انسان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اشیاء کے صحیح استعمال کو چھوڑتا ہے۔ ہر دو صورتوں میں وہ اپنے لئے تکلیف دکھ اور تباہی کے سامان پیدا کرتا ہے اور ان سب باتوں سے بہرحال مجھے بھی پریشان ہونا پڑتا ہے اور مجھے ان سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور یہ چیز میرے جسم میں شکر کے نظام میں خرابی کا باعث بنتی ہے۔ بہرحال اس زندگی میں تو اس سے چھٹکارا نہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو بھی اور جماعت کو بھی بحیثیت جماعت اور بنی نوعِ انسان کو بحیثیت انسان تباہیوں دکھوں اور پریشانیوں اور ہلاکتوں سے محفوظ رکھے "تا کہ ہماری فکر نسبتاً کم ہو جائے۔

جہاں تک جماعت اور اس کے افراد کا تعلق ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جو اس نے قرآن کریم میں دیا ہے ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں دیا کہ ہر حالت میں میں تمہارے لئے خیر اور برکت اور فضل اور رحمت کے سامان پیدا کروں گا

ہم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے

کہ اگر ہم اس کی راہ میں اذیتوں کو برداشت کریں گے اور اس کی راہ میں پیش آنے والے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پورا اتریں گے۔ اگر ہم اس کی خاطر اپنے نفسوں کو مشقت میں ڈالیں گے اور بشاشت کے ساتھ دکھوں کو قبول کریں گے اور قضا و قدر پر راضی رہیں گے اور اس کی نعمتوں کو اس طرح یاد رکھیں گے کہ یہ دکھ اور یہ ابتلاء کوئی حیثیت ہمارے لئے نہیں رکھتے۔ اور قربانی اور ایثار اور فدائیت کا نمونہ دکھائیں گے۔ تب ہم اس کی بشارتوں کے حامل ہوں گے۔ تب ہم اس کے قرب کی راہوں کو پائیں گے۔ تب وہ ہدایت کے سامان ہمارے لئے پیدا کرے گا۔ تب وہ ہمیں اپنی رضا کی جنتوں میں لے جائے گا۔ غرض جہاں تک ہمارا تعلق ہے اس نے ہمارے روحانی درجات کو بلند کرنے کے لئے اور اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرنے کے لئے ہمارے لئے دکھوں اور دردوں اور مشقتوں اور ایذا کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اس ایذاء کی ہمیں بشارت دی گئی ہے۔ اس دکھ اور درد اور پریشانی کی ہمیں بشارت دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ مصیبت جو اطمینان کو ہلاک کر دیتی ہے اور اسے کسی نعمت کا وارث نہیں بناتی وہ تو ہلاکت ہے۔ وہ دکھ اور درد جو دکھ اور درد کی حیثیت میں ہی ختم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو جذب نہیں کرتا وہ دکھ یقیناً دکھ اور درد ہی ہے لیکن وہ دکھ اور درد اور وہ مصیبتیں اور تکلیفیں اور مشقتیں، جو انسان اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے برداشت کرتا ہے اور جب اپنی یہ قربانیاں خلوص نیت کے ساتھ اس کے حضور پیش کر دیتا ہے تب وہ عظیم الشان بشارتیں جو اسے دی گئی ہیں اس کے حق میں پوری ہوتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں کا وارث بن جاتا ہے۔ غرض یہ دکھ تو ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمیں بہت سی بشارتیں بھی دی گئی ہیں۔

آج کل بھی

ایک ابتلاء کا زمانہ جماعت پر ہے

اور وہ اسی بشارت کے مطابق ہے جو قرآن کریم نے ہمیں دی تھی۔ لیکن قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ فساد پھیلانے کی کبھی کوشش نہ کرو۔ (لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ سورۂ قصص آیت ۷۸) اس لئے کہ اگر قانون شکنی کے نتیجہ میں، اگر بدی کے مقابلہ میں بدی کرنے کے نتیجہ میں، اگر امن کو برباد کرنے کے نتیجہ میں فساد پیدا ہوگا اور تم اس کے ذمہ دار ہوگے تو یاد رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کی محبت سے محروم کر دئے جاؤ گے۔ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ قصص آیت ۷۸) کیونکہ اللہ تعالیٰ مفسدوں سے پیار نہیں کرتا۔ پس اگر تم اس محبتِ الٰہی کو جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں عطا کی ہے اپنے پاس مضبوطی سے پکڑے رکھنا چاہتے ہو۔ اگر تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر اس کی غضب کی نگاہ پڑے تو یہ یاد رکھو کہ فساد پیدا کرنے کا ذریعہ کبھی نہ بننا۔ فساد پھیلانے کی کوشش نہ کرنا بلکہ فسادی کے مقابلہ میں ایسا نمونہ دکھانا کہ اس کے مفسدانہ ارادے ناکامیوں کا منہ دیکھیں

ہمیں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے یہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ المائدہ آیت ۵۲)

ظالم نہ بننا

مظلوم کی زندگی گزارنے کی کوشش کرنا

کیونکہ جو ظالم بن جاتا ہے یا جو گروہ اور فرقہ ظالم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کی راہوں کے سامان پیدا نہیں کیا کرتا۔ اور جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت کی راہوں کے سامان پیدا نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کی زندگی ایک کامیاب انسان کی زندگی نہیں کہلا سکتی۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کامیاب ہوا اور فلاح اس نے حاصل کی۔ کیونکہ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ یوسف آیت ۲۴) ظالم لوگ وہ فلاح حاصل نہیں کیا کرتے جس فلاح کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مظلوم کے لئے، مومن کے لئے، قربانی اور ایثار کے نمونے دکھانے والوں کے لئے، اس کی راہ میں دکھ اور درد اور مشقت برداشت کرنے والوں کے لئے دیا ہے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ کیونکہ جب یہ کہا گیا کہ ظالم فلاح حاصل نہیں کر سکتے تو

اس کا یہ مطلب ہے

کہ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (شوریٰ آیت ۴۱) وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم کر دئے جاتے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی محبت تمہیں حاصل رہے اور تمہیں وہ کامیابی حاصل ہو جس کامیابی کا وعدہ قرآن کریم نے تمہیں دیا ہے تو یاد رکھو کہ یہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل اور رحم سے ہدایت کے سامان پیدا نہ کر دے۔ پس کبھی ظالم بننے کی کوشش نہ کرو۔ کبھی کسی پر ظلم نہ کرو۔ کبھی ایسے حالات پیدا نہ کرو کہ دنیا میں، تمہارے ملک یا علاقہ یا شہر اور گاؤں میں فسادات پیدا ہو جائیں۔ ہر دکھ کو خدا کے لئے برداشت کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ (آل عمران آیت ۱۹۶) جو لوگ اس کی راہ میں ایذاء اٹھاتے ہیں۔ تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے رضاء کی جنت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہترین جزا دینے والا ہے۔

پس یہ تو صحیح ہے کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ ہمارے مالوں میں بھی

امتحان اور ابتلاء کے سامان

پیدا کئے جائیں گے اور جانوں کے متعلق بھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میری راہ میں بہت دکھ دینے والا کلام سنو گے اور جب تم یہ دکھ دینے والا کلام سنو یا دلآزار دکھ دینے والی باتیں لکھی ہوئی دیکھو تو یاد رکھو کہ جنہوں نے میری رضاء کی جنت حاصل کرنی ہو (اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ) جب انہیں میری راہ میں اذیتیں پہنچائی جائیں تو انہیں صبر کرنا چاہیئے اور صبر کا نمونہ اس قسم کا دکھانا چاہیئے کہ وہ معجزانہ رنگ اپنے اندر رکھتا ہو یعنی دنیا یہ دیکھ کر حیران ہو کہ اگر اس سے نصف گالیاں بھی دوسروں کو دی جاتیں تو وہ فساد پیدا کر دیتے اور اپنے علاقہ میں قوم کا امن برباد کر دیتے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو کہ ان لوگوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ پھر ان ہستیوں کو بھی جنہیں یہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور پیاری سمجھتے ہیں، گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان کے دلوں کو، ان کے جذبات کو چھلنی چھلنی کر دیا جاتا ہے لیکن یہ لوگ اُف نہیں کرتے۔ مقابلہ پر نہیں آتے۔ گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے فساد پیدا کرنے کی جب کوشش کی جاتی ہے تو یہ اس فساد کی آگ پر تیل نہیں چھڑکتے بلکہ اپنے آنسوؤں کا پانی اس کے اوپر چھڑکتے ہیں اور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

غرض ایذا انہیں دئے جانے کا بھی وعدہ ہے اور

جان و مال کے ذریعہ امتحان

لینے کا بھی وعدہ ہے۔ خوف کے سامان پیدا کرنے کا بھی ہم سے وعدہ ہے۔ بھوکے رکھے جانے کا بھی ہم سے وعدہ ہے۔ کوششوں کے بے نتیجہ نکلنے کا بھی ہم سے وعدہ ہے اور میں ان تمام دکھوں اور تکلیفوں اور اذیتوں کو وعدہ اس لئے کہتا ہوں کہ محض اتنا نہیں کہا گیا کہ تمہارے لئے خوف کے حالات پیدا کئے جائیں گے محض یہ نہیں کہا گیا کہ تمہارے مالوں کو غصب کرنے کے منصوبے بنائے جائیں گے اور اس طرح تمہیں ابتلاء پیش آئیں گے اور تمہاری جان کو نقصان پہنچایا جائیگا یا یہ کوشش کی جائیگی کہ تمہارے اعمال کا وہ نتیجہ نہ نکلے جو عام قانون کے مطابق نکلنا چاہیئے۔ محض یہ نہیں کہا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ ہم ایسے سامان تو پیدا کریں گے لیکن ان سامانوں کو اس لئے پیدا کریں گے کہ تم ہماری نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی ان رضا کی جنتوں کے اہل قرار دئے جاؤ جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر ایسے جیسے ایذاء ہمیں پہنچتی ہے جب اموال اور نفوس میں ابتلاء کے سامان ہم دیکھتے ہیں۔ جب خوف کے حالات پیدا ہوتے ہیں اور جب ہماری مساعی مخالف کی کوششوں کی وجہ سے بے نتیجہ ثابت ہو جاتی ہیں تو ہمارے دل خدا کی حمد سے بھر جاتے ہیں۔ کہ اس کی رضا کی جنتوں میں ہم داخل ہو جائینگے۔ اور پھر

ہمیں دعا سکھائی گئی ہے

کہ جب اس قسم کے حالات پیدا ہوں تو تم میری طرف رجوع کرو۔ اور مجھ سے قوت اور مدد مانگو اور بنیادی طور پر مجھ سے یہ طلب کرو کہ اے خدا ان حالات میں وہ جو تیرے بندوں کا دشمن ہے خاموش نہیں رہیگا۔ وہ چاہے گا کہ ہم ان ابتلاؤں کے اوقات میں صبر اور دعا کے ذریعہ کامیاب نہ ہوں۔ تیری رضا کی جنتیں ہمیں حاصل نہ ہوں وہ یہ پسند کریگا کہ ہم اسکی طرف جھک جائیں اور تیرے قہر اور تیرے غضب کی دوزخ ہمارے مقدر میں ہو جائے۔ ہم کمزور ہیں۔ ہم تو انسان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے اور تیری ہدایت کے مطابق کرنا بھی نہیں چاہتے۔ ہم شیطانی وسوسوں کا دفاع محض اپنی طاقت اور قوت سے نہیں کر سکتے۔ پس تو ہماری مدد کو آ۔ اور جس طرح دکھوں کے وقت تو ہمارے دلوں کو تسلی دیتا اور ہماری روحوں کو تسکین بخشتا ہے اسی طرح تو شیطان کی وسوسہ اندازی کے وقت ہمارے دلوں کے گرد اپنی رضا اور اپنے نور کا ہالہ کھینچ دے۔ تا شیطان جو ظلمتوں سے پیار کرتا ہے وہ اس نور کے ہالہ کے اندر داخل نہ ہو سکے اور ہم اس کے وسوسوں سے محفوظ رہیں۔

غرض دعا ہی ہے جس کے ذریعہ ہم نے ان امتحانوں میں کامیاب ہونا ہے۔ پس کبھی بھی دنیا میں فساد نہ پیدا کرو۔ کبھی بھی ایذاء کے مقابلہ میں ایذاء اور گالی کے مقابلہ میں گالی نہ دو۔ خدا پر بھروسہ رکھو وہی ایک ہستی ہے جس پر ہم توکل کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں کا سچا اور اپنے ان بندوں سے جو اخلاص اور فدائیت کیساتھ اسکے قدموں پر گر جاتے ہیں وفا اور پیار کا سلوک کرنے والا ہے اسی نے ہمیں کہا ہے کہ وَدَعْ اَذٰھُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (احزاب آیت ۴۹) ان کی ایذاء دہی کو نظر انداز کرو اور

اپنے ربّ پر ہی توکل رکھو

کیونکہ وہی حقیقی کارساز ہے کہ جب وہ مدد کو آئے تو کسی اور مدد کی احتیاج انسان کو باقی نہیں رہتی خدا کرے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر ابتلاء اور امتحان میں اس رنگ میں کامیاب ہوں کہ اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں اور خدا کرے کہ ہمارے ملک میں بھی اور دنیا میں بھی فساد اور بدامنی کے حالات امن اور صلح اور آشتی کے حالات میں بدل جائیں اور انسان اس کی فضاء میں اسلام کی سلامتی سے حصہ لینے والا اور خدا کی سلامتی کے اندر داخل ہونے والا ہو جائے

آمین

(الفضل ۲۱ تبوک ۱۳۴۷ ہش)

منظوم کلام — **انذار** — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی راہ گم ہو گئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس لئے نا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے

محترم مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کا تازہ وضاحتی بیان

قبل ازیں میں نے جو بیان لکھوایا تھا اُس میں کسی بیرونی اثر یا دباؤ کا قطعاً دخل نہ تھا

میرے نزدیک حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے ہر ایک آیت اللہ کی حیثیت رکھتا ہے

آپ کی لائی ہوئی برکاتِ سماوی آپ کی اولاد کو بھی ورثہ میں ملی ہیں

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ "لائٹ" (انگریزی) نے ۲۵/۸/۶۸ کو نور اب (کوہ مری) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات سے متعلق آپ نے اپنے تاثرات الفضل میں بغرض اشاعت ارسال فرمائے جو الفضل ۱/۹/۶۸ اور بدر ۲۵/۹/۶۸ میں بھی نقل کئے گئے۔ ان تاثرات کا شائع ہونا تھا کہ پیغامی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ سب نے بڑے پیچ و تاب کھائے۔ گجرات کے ایڈووکیٹ صاحب اور "پیغام صلح" کے ایڈیٹر صاحب سے لے کر کراچی کے محمد بیدار صاحب تک نے مضامین و مراسلات کے ذریعہ محترم خاں صاحب کی ذات اور آپ کے تاثرات کے بارہ میں اپنے اپنے دل کی بھڑاس خوب نکالی اور بموجب "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" کسی نے آپ کو آشوب چشم کا مریض بنایا۔ کسی نے مولوی محمد علی صاحب سے بڑھ کر حضرت امام جماعت احمدیہ کے بارہ میں تعریفی کلمات پر سخت سست کہا۔ کسی نے جسم کے ساتھ آپ کے دماغ کو بھی فالج زدہ قرار دیا۔ کبھی کہا خاں صاحب پر جادو کر دیا گیا۔ کبھی کہا یہ بیان ملاقات کے لئے لے جانے والے صاحب نے خود لکھ کر مولانا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ کبھی کہا بیان کے وقت خاں صاحب ہوش و حواس میں نہیں تھے وغیرہ ذالک من الخرافات۔

ہم نے ان جملہ مضامین کا بدر [illegible] میں تفصیلاً جائزہ لیا۔ اور مدلل طور پر معقولی رنگ میں بتایا کہ یہ سب خیالات اور جملہ توجیہات مضمون نگاروں کی اپنی بیمار آنکھ اور بپھرے ہوئے حریف کی مذبوحی حرکات کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ حقیقت یہی ہے (جیسا کہ خود خاں صاحب نے بھی اب واضح کر دیا ہے) کہ یہ محض تصرف الٰہی تھا جس کے تحت حق بات بلا کم و کاست بیان ہو گئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ "پیغام صلح" کے علاوہ بھی اہل پیغام کی طرف سے خاں صاحب پر اور کئی طرح کے ناجائز دباؤ ڈالے گئے۔ چنانچہ غیر مبائعین کی ان سب ناروا باتوں کے جواب میں آپ نے اپنا ایک تازہ وضاحتی بیان الفضل ۱۹/۹/۶۸ میں شائع کروایا ہے جس کے بارہ میں الفضل نے واضح کیا ہے کہ "(یہ تازہ وضاحتی بیان) تمام تر آپ کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے"۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا موصوف کا یہ حق ہے کہ غیر مبائعین کی طرف سے آپ کے خلاف اٹھائی ہوئی باتوں کا آپ خود جواب دیں۔ اور یہ کہ سابقہ بیان کے تسلسل میں آپ کا یہ بیان شائع کیا جائے۔ چنانچہ مولانا موصوف کے تازہ بیان محررہ ۵ ستمبر ۱۹۶۸ء کا متن درج ذیل ہے۔ مولانا اپنے اس تازہ بیان میں رقمطراز ہیں:۔

۶۸/۹/۵

مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

آپ کے موقر جریدہ میں میرا جو بیان شائع ہوا تھا جس میں میں نے حضرت مرزا ناصر احمد سے ملاقات کے متعلق اپنے تاثرات قلمبند کئے تھے اس سے جماعت لاہور کے حلقوں میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور چاروں طرف سے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ لفظ تو "وضاحت" کا استعمال کیا جاتا ہے مگر منشا یہ ہے کہ اس کی تردید کروں۔ بعض دوستوں نے اپنی طرف سے مجھے ایک "معقول" توجیہہ بھی لکھ بھیجی ہے اور وہ یہ کہ مجھ سے وہ بیان "بعض احباب نے دباؤ ڈال کر یا اثر ڈال کر لکھوایا ہے۔ اس مطالبہ کی تعمیل میں یہ بیان ارسال خدمت ہے "پیغام صلح" میں اس واسطے نہیں بھیجتا کہ مجھے اندیشہ ہے وہ لوگ اس وضاحتی بیان کو بھی توڑ مروڑ کر شائع نہ کر دیں۔

والسلام

خاکسار محمد یعقوب خاں

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو بیان میں نے لکھا تھا بلکہ لکھوایا تھا اس میں کسی بیرونی اثر یا دباؤ کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور خود میرا تاثر یہ تھا کہ تصرف الٰہی نے وہ بیان مجھ سے لکھوایا تھا۔

ایک آواز لاہوری حلقوں سے یہ بھی اٹھی ہے کہ مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس کے متعلق میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مجھے علیحدہ بھی کر دیا جائے تو بھی میرے دلی تاثر کو نہیں مٹایا جا سکتا جو میرے قلب پر نقش ہے

عقائد کے متعلق حضرت صاحب سے میری کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ اور نہ انہوں نے اس بحث کو چھیڑا۔ میرے عقائد وہی ہیں جو تھے۔ البتہ ایک اضافہ اس میں یہ ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں سے ہر ایک آیت اللہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور برکاتِ سماوی جو حضرت صاحب لے کر آئے تھے آپ کی اولاد کو بھی ورثہ میں ملی ہے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے نورانی اور پرسکون چہرہ کی بھی محض یہ وجہ ہے کہ وہ حضرت صاحب کی نسل سے ہیں اور حضرت صاحب کی دعا اپنی اولاد کے حق میں کہ

با برگ و بار ہوویں ہوویں مولا کے یار ہوویں

حرف بہ حرف پوری ہوئی ہے

والسلام

خاکسار محمد یعقوب خاں

(الفضل ۱۹/۹/۶۸)

محترم مولانا پی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری کی عظیم شخصیت

اور آپ کا ذکرِ خیر

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مدراس

فضائے احمدیت کا ایک روشن اور چمکتا ہوا ستارہ ہزاروں نفوس کو غمگین چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک دیرینہ خادم، نہایت کامیاب مبلغ، مناظر، مقرر اور مصنف حضرت مولانا مولوی عبداللہ صاحب فاضل مورخہ ۹ ریاد ؍ تبوک ۱۳۴۷ ہجری شمسی کو ایک طویل بیماری کے بعد اپنے آبائی وطن پینگاڈی (مالابار) میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اے خدا بر تربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

جس وسیع علم، حیرت انگیز تقریری و تحریری قابلیت اور دینی مسائل میں جس ذہانت اور باریک بینی کے آپ مالک تھے اپنے تو اپنے غیر بھی اس کے معترف ہیں۔ ان تمام خوبیوں کو دین کی خدمت کے لئے ہی انہوں نے وقف کئے رکھا۔

محترم مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے عہدِ باسعادت میں قادیان دارالامان پہنچے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم حضرت مولوی شیخ محی الدین صاحب مالابار کے مشہور مرشد اور پیر تھے۔ آپ کو بھی خدا تعالیٰ نے قبولِ احمدیت کی توفیق دی۔ اور اپنے دونوں فرزندوں یعنی مولانا پی عبداللہ صاحب اور مولوی پی عبدالرحیم صاحب کو قادیان دارالامان میں حصولِ تعلیم کے لئے روانہ فرمایا۔

چنانچہ محترم مولانا پی عبداللہ صاحب ۱۹۲۷ء میں دارالامان سے فارغ التحصیل ہو کر مالابار میں بطور مبلغ متعین ہوئے۔ اس وقت سے لے کر تا دمِ مرگ چالیس سال کا طویل عرصہ اپنی زندگی خدمتِ دین میں گزار دی۔

آپ جب مالابار پہنچے تو پینگاڈی اور کنانور میں گنتی کے چند افرادِ احمدی تھے۔ محترم مولانا صاحب کی انتھک شبانہ روز تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں آج مالابار میں ۱۴ جماعتیں قائم ہیں جو بفضلہ تعالیٰ بہت مخلص اور سلسلہ کی فدائی ہیں۔

یہ علاقہ زبانِ اردو سے کلیتہً ناآشنا ہے۔ ایسے ماحول میں محترم مولوی صاحب کی ہی شخصیت ہی نے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت سے متعارف کرایا۔ اور ایسے ماحول میں آپ نے احمدیت کے ہزاروں فدائی پیدا فرمائے۔

چونکہ مالابار میں آپ ہی پہلے شخص تھے جنہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایچ اے (مولوی فاضل) کا امتحان پاس کیا تھا اس لئے آپ سارے علاقہ میں H. A. مولوی کے نام سے ہی مشہور تھے۔ آپ کے تبحرِ علمی کے باعث سارے علاقہ میں H. A. مولوی کی ایسی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ وہاں کے بڑے سے بڑے علماء اور کہنہ مشق مناظر بھی آپ سے بات کرنے سے کتراتے تھے اور میدانِ مبارزت میں آنے سے بری طرح خائف تھے۔

محترم مولوی صاحب ایسی قابلِ قدر خوبیوں اور خداداد علمی صلاحیتوں کے مالک تھے کہ اپنی ذات میں منفرد تھے۔

کامیاب مبلغ

محترم مولوی صاحب جنوبی ہند کے رئیس التبلیغ کے طور پر چالیس سال کا طویل عرصہ تبلیغِ اسلام کا مقدس فریضہ اس قدر خوش اسلوبی اور کامیابی سے سرانجام دیتے رہے جو قابلِ رشک ہے۔ آپ نے کیرالہ کے علاقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو پہنچانے کے لئے سینکڑوں دورے کئے اور جوانی سے بڑھاپے تک صوبہ کے طول و عرض میں احمدیت اور اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف رہے۔ اس طویل تبلیغی جدوجہد میں آپ کی بیماری اور ضعف بھی روک نہ بن سکا۔ بلکہ وہ ایک باہمت اور وفادار سپاہی کی طرح اپنے کام میں ڈٹے رہے۔ آپ کے اندر کام کرنے کا گویا جنون تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے ذریعہ علاقہ کیرالہ میں تین ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ۱۴ جماعتیں قائم ہوئیں۔

کیرالہ کے علاوہ آپ صوبہ مدراس اور سیلون میں بھی نہایت کامیابی سے تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے اور ان علاقوں میں مخالفین تک بھی آپ کا نام عزت و احترام سے لیتے ہیں۔

مایۂ ناز مقرر

آپ کو مالایالم اور تامل زبانوں میں بھی تقریر کرنے کا ملکہ تھا۔ آپ اکثر اوقات ایسے ایسے مقامات پر جا کر تقریریں فرمایا کرتے تھے جو احمدیت کی مخالفت کے گڑھ اور منابع سمجھے جاتے تھے۔ اس حالت میں کہ آپ کے ہمراہ صرف چند احمدی افراد ہوتے تھے۔ ایسے مقامات پر مخالفین احمدیت آپ پر حملہ کرنے اور گوبر اور پتھر وغیرہ پھینکنے کے منصوبے بناتے اور اپنی جھولیوں میں کنکر پتھر بھر کر لے جایا کرتے تھے۔ لیکن جونہی مولوی صاحب تقریر شروع کرتے مخالفین کے ارادوں پر گویا اوس سی پڑ جاتی تھی۔ اور وہ تقریر کے آخر تک مسحور ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔ اور کنکر پتھر ان کی جھولیوں میں ہی پڑے رہ جاتے تھے۔

دیگر مذاہب کی تنظیموں اور سوسائٹیوں کی طرف سے بھی مختلف موضوعات پر تقریریں کرنے کے لئے آپ کو مدعو کیا جاتا تھا۔ ایسے جلسوں میں تمام تقریروں میں سے آپ کی تقریر کو ہی پسندیدہ قرار دیا جاتا تھا۔

بحیثیت مصنف

آپ نے بحیثیت مصنف بھی تمام علاقہ میں اپنے تبحرِ علمی کا لوہا منوایا ہوا تھا۔ آپ نے مالایالم اور تامل زبانوں میں بیسیوں کتابیں اسلام اور احمدیت کے بارے میں مختلف عناوین پر تصنیف فرمائیں۔ آپ کی مایۂ ناز اور ضخیم تصنیف "النبوۃ فی الاسلام" مسئلہ ختمِ نبوت پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ علاوہ متعدد کتابوں اور بے شمار پمفلٹوں کے ماہنامہ "ستیادوتن" جو چالیس سال سے جماعت احمدیہ مالابار کی طرف سے شائع ہو رہا ہے، ہر مہینہ آپ کے علمی اور قیمتی مضامین سے مزین ہوتا تھا۔ کوئی بھی دینی مسئلہ ایسا نہیں جس پر آپ نے سیر حاصل بحث نہ فرمائی ہو۔ اس طرح آپ نے اپنے بعد آنے والے مبلغین کیلئے ایک گرانقدر علمی خزانہ چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا بخشے آمین۔

مناظر

آپ علاقہ مالابار میں ایک مانے ہوئے مناظر تھے۔ ابتدائی زمانوں میں مالابار کے کئی نامور علماء سے آپ کے مناظرے اور مباحثے ہوتے رہے جن کا لازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعدد جماعتوں کا قیام عمل میں آتا تھا۔ اسی طرح مناظروں کے نتیجہ میں قائم ہونے والی آخری جماعت مرکرہ کی ہے اس کے بعد کسی بھی عالمِ دین کہلانے والے کو آپ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں بھی کیرالہ کے تمام دینی رہنماؤں کو اپنے ساتھ فیصلہ کن تحریری مناظرہ کرنے کا چیلنج دیتے رہے۔ اپنی متعدد تقریروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ اپنے اس چیلنج کا اعادہ کرتے رہے لیکن اس خادمِ احمدیت کا مقابلہ کرنے کی جرأت آج تک کسی بھی غیر احمدی عالمِ دین کو نہ ہوئی۔

تبلیغ کے علاوہ افرادِ جماعت کی تعلیم و تربیت کا بھی آپ کو ہمیشہ فکر دامنگیر رہتی تھی۔ اور اس کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ غرض آپ کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کو اگر تفصیل سے لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز میں ایک خاص سوز و گداز بخشا تھا اور رقت کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو سامعین کے آنسو آ جاتے تھے۔ اور نماز کا رو رو کر پڑھتے تھے۔

آپ کی زندگی بہت سادہ تھی تکلف و تصنع آپ کی زندگی میں کہیں نظر نہ آتا تھا بلکہ ان چیزوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ اخلاص و وفا آپ کی ہر بات پر غالب تھا۔ انکسار کا مجسمہ تھے۔ باوجود بے شمار خوبیوں کے مالک ہونے کے غرور و تکبر کبھی آپ میں نہ تھا۔ مختصراً آپ اسلام اور احمدیت کا بہترین نمونہ تھے۔ ان گوناگوں صفات کے مالک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشقِ صادق کی وفات ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

خاکسار کے ساتھ آپ کا سلوک ایک مشفق باپ اور پُرخلوص اور ہمدرد استاد کا سا تھا۔ جب خاکسار قادیان میں زیرِ تعلیم تھا اس وقت بھی اور جب مبلغ بن کر میدانِ تبلیغ میں آیا تب بھی میری رہنمائی فرماتے رہے۔ جب کوئی الجھن اور مسئلہ مجھے درپیش ہوتا آپ اسے حل فرماتے اور یوں کہ میں آپ کی قابلیت پر حیران رہ جاتا۔ جب میں اگست میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بہت کمزور نظر آ رہے تھے اور غشی طاری ہو رہی تھی۔ پہچاننے کے بعد دیر تک زور زور سے دعائیں کرتے رہے۔ جبڑا ان کی گہرائیوں سے نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے۔ آہ! مجھے معلوم نہ تھا کہ میری ان سے آخری ملاقات کر رہا ہوں مگر جاننے والا ہے سب سے پیارا۔

ریڈیو و اخبارات میں ذکر

آپ کی وفات کی خبر کیرالہ کے تقریباً تمام اخبارات نے نمایاں رنگ میں شائع کی اور آل انڈیا ریڈیو نے بھی یہ خبر نشر کی۔ مالابار کے روزنامہ انگریزی اخبارات "ماتروبھومی" اور ... نے آپ کی تصویر کے ساتھ اس خبر کو

شائع کیا۔ مورخہ ۱۰ ستمبر کے ماتر بھومی نے پہلے ہی صفحہ پر محترم مولوی صاحب کی تصویر کے ساتھ جو خبر شائع کی ہے وہ درج ذیل ہے

"کالیکٹ - ۹ ستمبر
جنوبی ہند کے رئیس التبلیغ اور مشہور عالم دین مولانا مولوی بی عبداللہ صاحب ایچ اے (۷۳ سالہ عمر) آج اپنے وطن پینگاڈی میں وفات پا گئے۔ مرحوم کئی زبانوں کے ماہر مصنف اور مناظر تھے۔ اسلامی فلسفہ کے علاوہ ہندو، سکھ، بدھ عیسائی، بہائی فلسفوں میں بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ مرحوم نے دین اسلام کے علاوہ وید، بائبل، حضرت محمد نبی، سری کرشن، سری بدھ کے بارے میں بھی متعدد کتب و رسائل شائع فرمائے۔ پچھلے ۴۵ سال سے آپ جنوبی ہند کے مشنری انچارج تھے۔ سیلون میں بھی آپ بطور مبلغ خدمات سرانجام دیتے رہے
پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں مولوی فاضل کی ڈگری کے علاوہ احمدی مرکز قادیان (پنجاب) سے مبلغین کورس بھی تکمیل کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کر کے اپنے وطن واپس آئے اور اپنی زندگی دینی خدمات کے لئے وقف کر دی۔
ملایالم کے علاوہ عربی انگریزی اردو فارسی تامل زبانوں میں بھی آپ کو اچھا ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا شمار ہندوستان کے مشہور اردو سکالروں میں ہوتا تھا۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک کیرلہ، مدراس اور سیلون میں منعقدہ مناظرات میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ ہی نمائندہ تھے
ہندوستان و سیلون میں منعقد ہونے والے دیگر مذاہب کے جلسوں میں بھی آپ مدعو کئے جاتے رہے
مدینہ ہسپتال کے سرجن اور اب لندن میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے ڈاکٹر بی عبداللہ محترم مولوی صاحب کے داماد اور پینگاڈی کے ایڈووکیٹ مکرم بی عبدالرحیم صاحب آپ کے برادر اصغر ہیں۔
(ماتر بھومی ۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ء)

محترم مولوی صاحب مرحوم کی تدفین وغیرہ کے بارہ میں کیننانور (مالابار) سے شائع ہونے والے "سندرشن" کی مورخہ ۱۳ ستمبر کی اشاعت میں "تدفین اور تعزیت — احمدیہ لیڈر مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کی خدمت میں اظہار عقیدت" کے عنوان سے یوں تفصیل آئی ہے:-

"پینگاڈی ۱۱ ستمبر۔ سلسلہ احمدیہ کی مرکزی تنظیم صدر انجمن احمدیہ (قادیان) کے ممبر اور ہندوستان کے چوٹی کے عالم مولانا عبداللہ صاحب ایچ اے کی تدفین آج شام کو پینگاڈی احمدیہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ صوبہ کیرلہ کے علاوہ دیگر صوبہ جات سے بھی سینکڑوں افراد جماعت نے جنازہ کے جلوس اور تدفین میں شرکت کی۔ پینگاڈی کانگرس کمیٹی کی طرف سے مسٹر ورگس نے جنازے پر اظہار عقیدت کے طور پر کھدر کے ہار پہنائے۔
مولوی محمد ابوالوفاء صاحب نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ تدفین کے بعد پینگاڈی احمدیہ سکول ہال میں مولوی ابوالوفاء صاحب کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں پیش کئے گئے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ تمام حاضرین نے یہ عہد کیا کہ محترم مولوی صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی خدمت کیلئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اسی اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ محترم مولانا صاحب کی تبلیغ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے آپ کی جد و جہد اور اتحاد بین المذاہب والاقوام کے لئے آپ کی سرگرمیوں اور بے لوث خدمات دینیہ کے پیش نظر آپ کے نام کا ایک سووینیئر شائع کیا جائے۔ اس کام کے لئے مکرم صدیقی امیر علی صاحب۔ مکرم این ہاشم صاحب۔ مکرم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب مکرم ایم محمد صاحب ایم اے، مکرم بی عبدالرحیم صاحب بی اے بی ایل پر مشتمل ایک کمیٹی تجویز ہوئی۔
ہندوستان کے متعدد مقامات کے علاوہ سیلون اور پاکستان سے بھی سینکڑوں تعزیتی تار متعلقین کو موصول ہو رہے ہیں۔" (سدرشن)

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور سوگوار متعلقین اور احباب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی بھی توفیق دے آمین۔ اور اپنے فضل سے اس خلا کو پورا فرمائے جو مولانا مرحوم کی وفات سے اس علاقہ میں پیدا ہوا ہے آمین

حضرت مولانا بی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری کی وفات پر

جماعت احمدیہ بمبئی کی قرار داد تعزیت

بمبئی - مقامی جماعت احمدیہ نے ۱۵ تبوک کو اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں حسب ذیل قرار داد تعزیت منظور کی:-

"جماعت احمدیہ بمبئی کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت مولانا عبداللہ صاحب مالاباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ مولانا صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جید عالم، کامیاب مناظر اور سحر طراز مقرر تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات اور عالمانہ شخصیت کے ذریعہ صوبہ کیرالہ میں احمدیت کو حیرت انگیز قبولیت حاصل ہوئی۔ آپ نے بھارت کے اس جنوبی خطے میں نہایت دلنشین انداز میں احمدیت کا پیغام پیش فرمایا۔ جگہ جگہ جماعتیں قائم کیں۔ مساجد بنوائیں جن کے آثار صوبہ بھر میں پائے جاتے ہیں
آپ نے غیر احمدیوں پر اتمام حجت کیا۔ بارہا غیر احمدی علماء سے مناظرے کئے اور ہر بار احمدیت کی صداقت ثابت کر دی۔ آپ ایک شیخ لنصیب اور کامیاب مناظر تھے۔ آپ کے زور استدلال اور علم کلام کے باعث بہتوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔
آپ ماہنامہ ستیادوتن کنانور کے روح رواں تھے۔ ہمیشہ اس ماہنامے کے لئے مضامین لکھتے اور لکھاتے اور آپ کے مضامین ایسے موثر ہوتے کہ انہیں غیر احمدی بھی ذوق و شوق سے پڑھتے۔ رسالہ ستیادوتن کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس میں سب سے زیادہ دخل آپ کی توجہ اور علمی خدمات کا تھا۔
تقریروں میں آپ کے زور بیان اور سحر آفرینی کا یہ عالم تھا کہ تین تین چار چار گھنٹوں تک تقریر فرماتے اور لوگ محویت کے عالم میں بیٹھے سنا کرتے۔
غرض آپ کی شخصیت جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ کے لئے ایک بے نظیر شخصیت تھی۔ آپ کو ملیالم زبان پر کامل عبور حاصل تھا۔ اس کے علاوہ تامل زبان پر بھی قدرت رکھتے تھے اسی لئے بسا اوقات ان علاقوں میں بھی تبلیغ و تلقین کے لئے جاتے جہاں کی زبان تامل ہے۔ جیسے مدراس اور سیلون۔
ایسے نامور خادم سلسلہ کی وفات پر ہر احمدی کو صدمہ ہوگا۔ خصوصاً وہ لوگ جو براہ راست ان سے فیض یافتہ ہیں یقیناً اس صدمہ جانکاہ سے زیادہ متاثر ہوں گے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بمبئی کے اکثر افراد جو ان سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں اس حادثہ عظمیٰ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔
جماعت احمدیہ بمبئی ضروری سمجھتی ہے کہ اس مجاہد اسلام اور بزرگ خادم سلسلہ کی "باقیات الصالحات" کو زندہ رکھنے کے لئے ایک اسکیم بنائی جائے۔ اور صوبہ کیرالہ کے صوبائی عہدیداروں کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ مولانا موصوف کے دینی آثار محفوظ رکھنے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائے۔
فی الحال یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سیرت و سوانح پر مشتمل "ستیہ دوتن" میں ایک مبسوط مضمون شائع کیا جائے بلکہ اس رسالہ کا ایک نمبر ہی "مولانا عبداللہ نمبر" نکالا جائے پھر وہ مضمون کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ مگر یہ مضمون جامع و مانع ہو اور ان کی زندگی کے تمام پہلو اس میں آ گئے ہوں۔
بہرحال خدا کی مرضی ہماری مرضی ہے اس نے سلسلہ کے اس دیرینہ خادم کو اپنے پاس بلا لیا اور وہ مرد مجاہد زندگی بھر دین کی خدمت کرتا ہوا ۹ تبوک ۱۳۴۷ ہش کو اپنے مولا سے جا ملا۔ ہم لوگ ان کی وفات پر قرآنی تعلیم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں
ہم سبھوں کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے ان کی زندگی ہم لوگوں کے لئے مشعل راہ بنائے۔ اور جماعت میں ایسے افراد پیدا کرے جو ان کی جگہ لے سکیں
جماعت احمدیہ بمبئی کا یہ جلسہ حضرت مولانا صاحب مرحوم کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے پسماندگان سے ہمدردی اور افسوس کا اظہار کرتا ہے خدا ان سبھوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سبھوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

درخواست دعا۔ مکرم میاں عطاء اللہ وکیل کینیڈا میں۔ مولوی محمد سلیمان صاحب صوبائی امیر بہار جمشید پور میں اور میرے بھائی ملک ذکاء اللہ صاحب لاہور میں بیمار ہیں سب کیلئے دعائے صحت فرمائیں۔ ملک صلاح الدین ایم اے قادیان

ہفتۂ تحریکِ جدید اور جملہ جماعتہائے احمدیہ

از محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید

ہماری خوش قسمتی ہے کہ فی زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہمارے لئے ثواب کے عظیم مواقع پیدا کئے جا کر روحانی خزائن اور ثواب کے حصول کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ تحریکِ جدید کے مالی جہاد کے ذریعہ ہر احمدی قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ کا ثواب پائے گا۔ امید ہے کہ تمام جماعتیں ذیل کے طریقے اختیار کر کے ہفتۂ تحریکِ جدید (۲ تا ۸ اخاء یعنی اکتوبر) پوری توجہ اور سرگرمی سے منائیں گی:-

۱- خود عہدیداروں کی طرف سے اپنا اعلیٰ نمونہ ادائیگی چندہ وغیرہ کے متعلق پیش ہو کر (کیونکہ بعض مقامات کے عہدہ داروں نے یا تو وعدہ ہی نہیں کیا اور یا وعدہ کے مطابق چندہ ادا نہیں کیا۔ اور ان کا اثر ان کی جماعت پر نمایاں ہے)

۲- جلسۂ عام کے ذریعہ تحریکِ جدید کے تمام مطالبات کی اہمیت بیان کر کے

۳- احباب سے سالِ رواں کی سو فیصدی وصولی کر کے

۴- نئے سال کے وعدوں کے لئے احباب کو تیار کر کے

۵- انفرادی تحریک اور لجنات اور مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کا تعاون حاصل کر کے اور حسبِ ضرورت بذریعہ وفود۔

۶- حسبِ فیصلہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تمام کمانے والوں۔ اور خواتین اور اطفال و ناصرات الاحمدیہ کو شامل کر کے۔

اللہ تعالیٰ تمام عہدیداروں اور احباب کو اپنے فرائض کے پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا کر کے اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا کرے آمین

ہفتۂ تحریکِ جدید اور مبلغینِ کرام اور مجالسِ خدام الاحمدیہ

از مکرم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ وکیل التبشیر و التعلیم و صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ایک مومن حصولِ ثواب کا موقع ملنے پر مسرور ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور نیک کاموں میں مسابقت کی روح دکھاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہفتۂ تحریکِ جدید (۲ تا ۸ اخاء یعنی اکتوبر) منانے میں تمام مبلغینِ کرام اور تمام مجالس خدام الاحمدیہ مقامی عہدیدارانِ جماعت سے تعاون کریں گے اور مجھے اس بارے میں اپنی اپنی کارگزاری سے اطلاع دیں گے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"یاد رکھو! یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اسے ضرور ترقی دے گا۔ ...... اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا"

"پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہو گا۔ اور آسمانی نور ان کے سینوں سے اُبل کر نکلتا رہے گا۔ اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔"

اللہ تعالیٰ آپ سب بھائی بہنوں کو اس کارِ خیر میں شرکت کی توفیق عطا فرما دے۔ جو دوست اب تک اس تحریک میں شامل نہیں انہیں شمولیت کی توفیق نصیب ہو اور شامل احباب کو قدم آگے بڑھانے کی سعادت۔ آمین۔

اپنے پیارے بیٹے یونس احمد اسلم مرحوم کی یاد میں

از مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلمؔ دارالرحمت وسطی ربوہ

گلشنِ ہستی پہ میرے چھا گئی کیسی خزاں
خواب بن کر رہ گئی ہے اب بہارِ جاوداں

اس چمن میں اب وہ پہلی سی فسوں سازی نہیں
سُونا سُونا سا نظر آتا ہے اب یہ گلستاں

اُف مرے گلشن کا اک مرجھا گیا رنگین پھول
جس کی خوشبو سے معطر تھے ہمارے جسم و جاں

میرا پیارا میرا یونس اس جہاں سے چل بسا
میرا وہ درویش بیٹا، میری راحت میری جاں

مشعلِ نورِ ہدایت، اپنے بچوں کے لئے
اپنی بیوی کے لئے تھا وہ اک محبت کا نشاں

وہ ہمیشہ "بزمِ درویشاں" کو گرماتا رہا
لحنِ داؤدی سے وہ اک باندھ دیتا تھا سماں

ہائے ہنستی کھیلتی اور پُر مسرت زندگی
آہ نالہ میں ہے بن کر رہ گئی آہ و فغاں

بلبلِ شیریں نوا جانے کہاں رخصت ہوا
باغ میں اُجڑا ہوا ہے آج اس کا آشیاں

لب پہ خاموشی ہے میرے دل میں غم کا جوش ہے
آگ سی سینے میں ہے تو دل سے اٹھتا ہے دھواں

بیٹھ کر تنہائی میں چپکے سے رو لیتا ہوں میں
اس کا دم تھا میرے گھر کی خوش نصیبی کا نشاں

لوگ کہتے ہیں کہ یونس اب نہ آئے گا کبھی
دل یہ کہتا ہے کہ شاید آ ہی جائے ناگہاں

آہ! یہ فرطِ محبت، آہ!! یہ دیوانگی
کون جا کر عالمِ بالا سے آتا ہے یہاں

مانتا ہوں میرے ارماں ہو گئے ہیں پائمال
مانتا ہوں دل میں اٹھتا ہے جو اک دردِ نہاں

یہ بھی سچ ہے ہنس رہی ہے مجھ پہ میری بیکسی
اور مجھ پر گر پڑا ہے غم کا اک کوہِ گراں

پر وہ جس کی چیز تھی مالک تھا اس کو لے گیا
اور میں ناحق یہاں شام و سحر محوِ فغاں

الوداع اے نیک بخت و نیک خو ہاں الوداع
الوداع کہ جنتِ فردوس ہو تیرا مکاں

جا بہشتی مقبرے میں جا کے اب آرام کر
جا کہ تجھ پہ ہو خدا کی مغفرت کا سائباں

ہزاروں برکتیں تجھ پہ خدا نازل کرے
جا ہزاروں رحمتیں تجھ پر کرے ربِّ جہاں

اسلمِ خستہ جگر دن رات کرتا ہے دُعا
تجھ کو آغوشِ محبت میں جگہ دیدے خدا

امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

جملہ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کا امتحان ۲۷ اخاء ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہو گا۔ یہ کتاب ۹۲ صفحات پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معرکۃ الآراء لیکچر ہے اور بے بہا علمی اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک علمی خزانہ ہے جس سے ہر احمدی مرد اور عورت کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ کتاب موازی ۵۰ پیسے میں مکرم عبدالعظیم صاحب مالک احمدیہ بکڈپو قادیان سے مل سکتی ہے ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہو گا۔

دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں اور اپنے ناموں سے مع ولدیت نظارت ہذا کو اطلاع دیں تا کہ ان کے نام ریکارڈ کئے جا سکیں مبلغینِ کرام، امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریان تبلیغ، زعماء و قائدین صاحبان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے امیدواروں کی فہرست مع ولدیت مکمل کر کے جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔ اسی طرح جملہ لجنات اماء اللہ سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ امتحان میں شامل ہونے والی ممبرات کی فہرستوں سے جلد اطلاع دیں گی۔ اس امر کا لحاظ رکھیں کہ امیدواروں کے نام مع ولدیت و زوجیت کے اندراجات مکمل فہرستیں ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جنت کی طرف دوڑو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے چندہ تحریکِ جدید کے تعلق میں فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دے گا۔ اے مومنو!! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریکِ جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟"

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

شاہجہانپور میں صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء

کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ جماعتیں مستورات کو بھی ہمراہ لائیں

صوبہ اترپردیش (یوپی) کی جماعتوں اور احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شاہجہانپور میں احمدیہ صوبائی کانفرنس ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے لئے جماعت احمدیہ شاہجہانپور ابھی سے انتظام شروع کر رہی ہے۔ مرکز کی طرف سے اس کانفرنس میں علمائے کرام شرکت فرمائیں گے۔

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اس کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا اس لئے تمام یوپی کی جماعتوں سے مستورات بھی اس کانفرنس میں تشریف لائیں۔ کانفرنس میں شرکت فرمانے والے احباب و مستورات کے قیام و طعام کا انتظام جماعت شاہجہانپور کی طرف سے ہوگا۔

احباب جماعتہائے احمدیہ اترپردیش (یوپی) سے درخواست ہے کہ ان تاریخوں میں صوبائی کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر اسے کامیاب بنائیں

جماعتیں اس کانفرنس کے سلسلہ میں خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی - احمدی اینڈ کو - محلہ بہادر گنج - شاہجہانپور

Dr. Mohammad Abid Sahib Qureshi
Ahmadi & Co Mohalla Bahadur Ganj
Shahjahanpur (U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کرائی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو اپنے اعتراض کی نوعیت سے اطلاع دے سکے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۹۲ - میں محمد معین الدین ولد محمد شمس الدین قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر چونتیس سال تاریخ بیعت ۱۹۶۳ء ساکن محبوب نگر ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۱۱/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری غیر منقولہ جائداد صرف ایک مکان پختہ نمبر ۸۲-۵-۱ واقع محبوب نگر خاص قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے۔ اور میرا گزارہ محکمہ پولیس کی ملازمت پر ہے جس میں پچانوے روپے ماہوار تنخواہ پا رہا ہوں۔ میں اس جائداد و آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں یہ وصیت آئندہ پیدا کردہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر بھی حاوی ہوگی۔ میں اپنی جائداد و آمد کے متعلق ہر سال مطلع کرتا رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وباللہ التوفیق۔ اللّٰھم وفقنی لما ترضیٰ وارض عنی آمین العبد محمد معین الدین

گواہ شد ملک صلاح الدین ایم اے قادیان نزیل محبوب نگر و کاتب الحروف

گواہ شد محمد معین الدین امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن

وصیت نمبر ۱۳۶۹۳ - میں نور جہاں بیگم اہلیہ مکرم مولوی عبدالحفیظ صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال پیدائشی احمدی ساکن چنت کنٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۱۱/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں۔ البتہ منقولہ جائداد درج ذیل ہے:- ۱- مہر بذمہ خاوند پانصد روپیہ - ۲- زیور طلائی قیمتی تین صد روپیہ (ایک ٹکی وزنی ایک تولہ اور بالیاں وزنی ایک تولہ) میں اپنی اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری وفات پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میں کوشش کروں گی کہ بالاقساط حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین یا رب العالمین۔ الامۃ نور جہاں بیگم

گواہ شد محمد عبدالحفیظ خاوند موصیہ پیش امام مسجد احمدیہ چنت کنٹہ ضلع محبوب نگر

گواہ شد محمد معین الدین صدر جماعت احمدیہ چنت کنٹہ

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان نزیل چنت کنٹہ

وصیت نمبر ۱۳۶۹۵ - میں زہرہ بی بی زوجہ سیٹھ محمد علی صاحب اوٹکوری مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال پیدائشی احمدی ساکن چنت کنٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۱۱/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میرے پاس غیر منقولہ جائداد کچھ نہیں نہ زیور ہے۔ البتہ مہر خاوند کے ایک حادثہ میں شہید ہونے کے بعد مجھے دس ہزار روپیہ ان کی جائداد سے ملا۔ جو میرے پاس موجود ہے اور اسے تجارت پر لگایا ہوا ہے اور اس سے مجھے بارہ صد روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی جائداد اور آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں کوشش کروں گی کہ بالاقساط حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ میری آمد اور جائداد میں کوئی تبدیلی ہوئی تو اس سے دفتر کو مطلع کروں گی۔ آئندہ جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری پیدا ہو یا بوقت وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وباللہ التوفیق اللھم وفقنی لما ترضیٰ۔ آمین

الامۃ نشان انگوٹھا زہرہ بی بی   گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صدر جماعت احمدیہ چنت کنٹہ   گواہ شد حسن محمد کلاں برادر موصیہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چنت کنٹہ

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان نزیل چنت کنٹہ

وصیت نمبر ۱۳۶۹۷ - میں محبوب بی بی زوجہ سیٹھ محمود احمد صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پینتیس سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۶۲ء ساکن چنت کنٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ ۱۱/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۱- میری آمد جیب خرچ مبلغ تیس روپیہ ماہوار ہے۔ جو مجھے اپنے خاوند سے ملتا ہے۔ ۲- میرے پاس کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میری منقولہ جائداد حسب ذیل ہے:- (۱) مہر اڑھائی صد روپیہ جو بذمہ خاوند ہے۔ (۲) زیور طلائی وزنی اٹھارہ تولہ قیمتی دو ہزار سات سو روپیہ - یعنی ایک نکلس وزنی نو تولہ - ایک نکلس وزنی سات تولہ - ایک ٹکی وزنی ایک تولہ دو چھلے وزنی نصف تولہ اور بالیاں وزنی نصف تولہ۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق (باقی کالم ایک پر)

بقیہ وصایا

میں دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو آئندہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین

الامۃ محبوب بی بی موصیہ   گواہ شد محمود احمد شوہر موصیہ   گواہ شد محمد معین الدین برادر سیٹھ محمود احمد صاحب - امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن۔

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان نزیل چنت کنٹہ

وصیت نمبر ۱۳۶۹۸ - میں رقیہ بیگم زوجہ سیٹھ محمد عبدالغنی صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پینتیس سال پیدائشی احمدی ساکن چنت کنٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸-۱۱-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱- میری جائداد منقولہ چار ہزار روپیہ نقد ہیں۔ جو والد مرحوم کے ترکہ میں سے ملے ہیں۔ اگر کسی وقت اس سے آمد پیدا ہوگی تو اطلاع دیا کروں گی۔ ۲- ایک ہزار روپیہ مہر ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ۳- زیور طلائی وزنی بیس تولہ (دس تولے کڑے ایک جوڑا۔ اور ایک ہار دس تولہ) قیمتی تین ہزار روپیہ۔ میں اپنی جائداد محولہ بالا کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور کوشش کروں گی کہ حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ میری جو جائداد بعد وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ آئندہ جو جائداد میں تبدیلی ہوگی اس سے میں دفتر کو اطلاع دیا کروں گی۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ رقیہ بیگم موصیہ

گواہ شد سیٹھ محمد عبدالغنی خاوند موصیہ

گواہ شد محمد معین الدین صدر جماعت احمدیہ چنت کنٹہ

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان نزیل چنت کنٹہ

اداریہ ——— بقیہ صفحہ نمبر ۲

ہر شخص نہ تو ذاتی طور پر جانی قربانی پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ روحانی جماعت کے سبھی افراد گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ کیونکہ باہر جانے والوں کے کام کو آسان کرنے اور ان کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کے لئے اور بھی کئی طرح کے کاموں کی ضرورت ہے جس کے لئے سرِ فہرست روپیہ پیسہ ہے۔ جب تک مرکز کے پاس روپیہ نہ ہوگا اس وقت تک نہ ہی مبلغ بیرونجات کے لئے بھیجے جا سکتے ہیں اور نہ ہی تبلیغی میدان میں ان کے ہاتھ میں موزوں لٹریچر دیا جا سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ حق کا پیغام پیاسی روحوں تک پہنچا سکیں۔ اس لئے حضورؓ نے جماعت کے سامنے مالی مطالبات بھی رکھے اور ان کی اہمیت واضح کی۔ مگر اس کے لئے بھی حضورؓ نے ایک شفیق باپ اور اعلیٰ درجہ کے مربّی کی طرح ایسا ماحول تیار فرمایا جس میں بڑی سے بڑی مالی قربانی بھی احباب جماعت کے لئے آسان ہوگئی۔ اگر ایسا ماحول تیار کرنے کے بغیر ہی مالی قربانیوں کا مطالبہ کر دیا جاتا تو گو مخلص پھر بھی اپنے امام کی آواز پر ضرور لبیک کہتے مگر اس راہ میں بہت سی مشکلات ضرور حائل رہتیں۔

ایسا پُر از رحمت ماحول تیار کرنے کے لئے سب سے پہلے حضورؓ نے جماعت کو کفایت شعاری اختیار کرنے اور سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ نیز اپنے روزمرّہ کے اخراجات کو کنٹرول میں لانے اور آمد کے مقابلہ میں اخراجات کو کم کرنے کی تاکید فرمائی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اہم دینی خدمات کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ فضول اور غیر ضروری اخراجات کو قطعی بند کر دیا جائے۔ اس طرح جو روپیہ بچے اس سے ایک طرف احباب جماعت کی اپنی اقتصادی حالت درست ہو تو دوسری طرف نفوس پر غیر معمولی بوجھ ڈالے بغیر دین کی راہ میں مالی قربانیاں دینے کی راہ ہموار ہو۔ پھر ایک مہم کے طور پر حضورؓ نے سادہ اور ایک کھانا کھانے۔ سادہ لباس پہننے کی پُر زور تحریک فرمائی۔ پُر تکلف زندگی بسر کرنے اور شادی بیاہ پر اسراف سے قطعی ممانعت فرما دی۔ حضورؓ نے فرمایا:۔

"اچھی طرح یاد رکھو سادہ زندگی اس تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈّی کی طرح ہے۔"

"مَیں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں، مگر مَیں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ عَلیٰ شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ ہے۔ بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے ..... علاوہ ازیں سادہ زندگی کے اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہوگی جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں اور نہ غربت و امارت کا امتیاز دور ہوگا۔"

حضورؓ نے فرمایا:۔

"یہ اس مطالبہ سادہ زندگی کا مذہبی پہلو تھا کہ دوئی کی روح کو مٹایا جائے .....
دوسرا پہلو اس مطالبہ کا اقتصادی تھا۔ اس میں میرے مدِّنظر یہ بات تھی کہ اگر جماعت بغیر بچت کرنے کے چندوں میں زیادتی کرتی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کمزور ہوتی جائے گی۔ اسلئے مَیں نے سوچا کہ ان میں کفایت شعاری کا مادّہ پیدا ہو۔"

اس سلسلہ میں ایک اور بڑا احسان جو حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ نے ساری جماعت پر فرمایا وہ ہے جماعت احمدیہ کو سینما بینی کی ممانعت کرکے اس لعنت سے اُسے بچا لینا۔ حضورؓ نے ۳۴ء میں ارشاد فرمایا:۔

"میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما۔ سرکس۔ تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے۔ اور اس سے کلّی پرہیز کرے۔ ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے، اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے۔"

ایک اور موقعہ پر حضورؓ نے فرمایا:۔

"سینما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بد ترین لعنت ہے۔ اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویّا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والیاں بنا دیا ہے۔ سینما والوں کی غرض تو روپیہ کمانا ہے نہ کہ اخلاق سکھانا۔ اور وہ روپیہ کمانے کے لئے ایسے لغو اور بیہودہ فسانے اور گانے پیش کرتے ہیں جو اخلاق کو سخت خراب کرنے والے ہوتے ہیں اور شرفاء ان میں جاتے ہیں تو اُن کا مذاق بھی بگڑ جاتا ہے۔ اور اُن کے بچوں اور عورتوں کا بھی جن کو وہ سینما دیکھنے کے لئے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر میں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہیئے۔"

آج سے ۳۴ سال پہلے جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے سینما بینی کی ممانعت کے بارے میں مندرجہ ہدایات دیں اُس وقت ابھی فلمی صنعت کو ایسا فروغ حاصل نہ ہوا تھا مگر اب ایک زمانہ اس پر گذر جانے کے بعد فلم بینی کے عواقب، ساری دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور اس کی بھیانک صورتِ حال سے مشرقی دنیا کیا، خود مغرب کے دانشور بھی چلّا اٹھے ہیں۔ اس موقعہ پر جماعتِ احمدیہ کے دل شکر و امتنان کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں جھک جاتے ہیں کہ اس کی رحمت کے صدقے انہیں اس کے برگزیدہ بندے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اس بڑی لعنت سے چھڑا لیا گیا ——— !!

پس بھائیو! یہ ہے تحریکِ جدید کے بابرکت منصوبہ کے چند احوال و کوائف۔ اب ہم سب کا فرض ہے کہ اس مبارک تحریک کو ہمیشہ ہی اپنے ذہنوں میں تازہ رکھیں اور اپنے گھروں میں ان نیک باتوں کا چرچا کرتے رہیں۔ دین کے لئے مقدور بھر مالی اور جانی قربانیوں کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ عمل کے میدان میں ہمیشہ مسابقت دکھاتے رہیں۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ معلوم نہیں کس کو کب آخری بُلاوا آجائے۔ بہتر ہے وہ گھڑی جو اس کے دین کی خدمت میں صرف ہو۔ اور بابرکت ہے وہ مال جس سے اس کے دین کی تقویت اور اس کی سربلندی کے لئے ایک وافر حصہ دے دیا جائے۔ دولت کسی کی اپنی نہیں ہوتی سوائے اُن مومنوں کے جو اُسے راہِ خدا میں دے کر اس کا اجر اور ثواب ہمیشہ کے لئے اپنے نام لکھا لیتے ہیں۔ پس تحریکِ جدید کے منائے جا رہے ہفتہ کو ہر جگہ کامیاب بنایئے۔ اس کے سبھی مطالبات پر نگاہ رکھئے۔ چونکہ مالی مطالبہ کا پورا کرنا آپ کے ایمان کی ظاہری علامت ہے اس لئے اس سے کسی وقت میں بھی غفلت نہیں کی جانی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سب احباب کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ بیش از بیش قربانیاں دیں۔ ایسی قربانیاں جو بارگاہِ ربّ العزّت میں شرفِ قبولیت پائیں اور اس کے پسندیدہ دین کی تقویت اور سربلندی کا باعث ہوں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق ۔

——— ★ ★ ★ ———

درخواستِ دُعا

(۱)۔۔ خاکسار کے تایا مکرم حاجی محمد محسن صاحب شحنہ ایک لمبے عرصہ سے گلے کی تکلیف سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ علاج جاری ہے جملہ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

(۲)۔۔ خاکسار کے والد مکرم فیض احمد صاحب شحنہ نے ایرکولر فین کا نیا کاروبار شروع کیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔

خاکسار بشارت احمد حیدر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

موجودہ مالی سال کی دُوسری سہ ماہی گزر رہی ہے

مگر متوقع نسبتی بجٹ کے مقابل پر اکثر جماعتوں کی وصولی نسبتی لحاظ سے بہت کم ہوئی ہے۔ اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں۔ جملہ ایسی جماعتوں کو نظارت ہذا کی طرف سے انفرادی چٹھیاں بھجوائی جا چکی ہیں۔ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ بقایادار احباب اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی ادائیگی کر کے بقایا جات کو صاف کریں۔

اس تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے۔ جو خدا کے دین کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جواب دہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے اگر وہ اس دُنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا خدا تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ"

پس مقامی عہدیداران کا فرض ہے کہ چندہ جات کی ادائیگی میں وہ خود بھی اعلیٰ عملی نمونہ پیش کریں۔ اور بقایا داروں کو سمجھائیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں آئندہ کے لئے چندے میں باقاعدگی اختیار کریں اور بقایا جات کو ادا کریں۔ اگر اپنی آمدنی سے خدا کا حصہ پہلے نکال لیں گے تو یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ مال میں برکت ڈال دے گا۔

جملہ مبلّغین کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احباب جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کر کے قربانی کے اعلیٰ معیار کو پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں اور سو فی صدی ادائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

اخبار بدر

آپ کا واحد مرکزی ترجمان ہے۔ مرکزی آواز کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ خود اس کے خریدار بنیں اور اپنے تبلیغی حلقوں میں اس کی بکثرت اشاعت کریں۔ اس طرح آپ نہ صرف خود بیش بہا دینی معلومات سے بہرہ اندوز ہوں گے بلکہ مرکزی آواز کو مستحکم اور پُر اثر بنانے میں آپ کا بڑا ہاتھ ہوگا۔

ایڈیٹر

اطالوی سائنسداں "گلیلیو" کا کفر و ایمان

بقیہ صفحہ اوّل

یہ ان کی جہالت ہے۔ اگر معشوق کا خدّ و خال وہی ہو جو چاند کا ہے تو اس سے مکروہ شکل اور کسی کی نہیں ہوگی۔

غرض گلیلیو کی دُوربین ایک ایسی ایجاد تھی جس کے باعث ہیئت طبیعی کا علم "علم الیقین" کے خط سے نکل کر "عین الیقین" کی حد میں داخل ہوگیا۔ اور علم ہیئت میں ایک نئے دَور کا آغاز ہوگیا۔

محقق طوسی

آج علم و حکمت کی دُنیا گلیلیو کی احسان مند ہے۔ مگر میں آپ کو کیا بتاؤں کہ زندگی میں اس محسنِ اعظم کو احسانات کے کیا بدلے ملے۔ گلیلیو سے پہلے ملا نصیر الدین محقق طوسی نے کائنات کا حرکتی تصور پیش کیا تھا۔ اس تصور کے مطابق زمین بھی متحرک ثابت ہوتی تھی۔ مگر مسلمانوں کی کسی مذہبی عدالت نے محقق طوسی کے خلاف یہ فردِ جرم عائد نہیں کیا کہ اس نے جو تصور پیش کیا ہے وہ اِسلامی عقیدے کے خلاف ہے۔

گلیلیو قید خانے میں

لیکن افسوس کہ جب گلیلیو نے علم ریاضی اور دُوربین کی مدد سے اُس نظریئے کی تصدیق کی جو حرکتِ زمین سے متعلق اس کے پیشرو فلکی "کوپرنکس" اور "برونو" پیش کر چکے تھے تو برونو کی طرح اُسے بھی چرچ نے محکمۂ احتساب کے شکنجے میں کسا۔ بیچارہ برونو تو محض اس حق گوئی کے جرم میں سات سال قید و بند کی سزا بھگتنے کے بعد چرچ کی مذہبی عدالت کے حکم سے زندہ ہی دھیمی دھیمی آگ میں جلا دیا گیا بھلا ایسا سخت گیر و تنگ نظر چرچ گلیلیو کو کب معاف کر سکتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے ۱۶۳۲ء میں حرکتِ زمین پر اپنا مکالمہ شائع کیا اور کوپرنکس اور برونو کے نظریئے کی تائید کی تو اُسے بھی محکمۂ احتساب کے سامنے پیش ہونا پڑا۔ اور اسی مسیحی عدالت نے اُسے بھی قید و بند کی سزا سُنائی۔ فردِ جرم یہ عائد کیا گیا کہ یہ حرکتِ زمین کا قائل ہے جو بائبل کے بیان کے خلاف ہے۔ بائبل زمین کو ساکن قرار دیتی ہے۔

غرض گلیلیو بہت دنوں تک حجرۂ زنداں میں رہا۔ اور ہر قسم کی جسمانی اذیتیں اٹھاتا رہا۔ اس مسیحی عدالت نے اس کو کافر، زندیق اور مستوجب سزا قرار دیا تھا۔

لیکن جب گلیلیو نے دیکھا کہ اس طرح تو جیل خانے میں پڑا پڑا مر جاؤں گا۔ اور خدا نے مجھے علم و حکمت کی جو بصیرت دی ہے۔ اِس سے دُنیا فیض یاب نہ ہو سکے گی۔ تو اس نے تقیہ سے کام لیا اور لطائف الحیل کے ساتھ قید خانے سے نکل آیا۔ اگرچہ وہ ایک مذہبی آدمی۔ خدا پرست انسان اور چرچ کا پرانا خدمتگذار تھا مگر اب وہ چرچ کا معتوب تھا۔ اِس لئے اس کی باقی زندگی عسرت و تنگی میں گزری۔

دَورِ حق الیقین

لیکن اس دَور میں جب علم ہیئت عین الیقین کی حد سے نکل کر "حق الیقین" کے مرتبے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ راکٹ پر راکٹ کروں کی طرف پھینکے جا رہے ہیں اور انسان دوسرے کروں پر پہنچنے کی تیاریوں میں لگا ہوا ہے۔ گلیلیو کی عظمت بھلائی نہیں جا سکتی۔ وہ اپنے دَور کا حکیمِ عظیم اور خاتم الحکماء تھا۔ عہدِ حاضر کی بڑی بڑی رصدگاہیں اور یہ دین دکہکشاں کو دیکھنے والی بڑی بڑی دوربینیں سب گلیلیو کی دَین ہے۔ یہ سارے فلک نما آلے اس خدا پرست۔ نیک دل اور محنتی سائنسداں کا عطیہ ہے۔ دُنیا کے نیک لوگ اس عظیم انسان کو کیسے فراموش کر سکتے تھے۔

چرچ کا دانشمندانہ فیصلہ

چنانچہ اس صدی کی اہم خبروں میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ وہ چرچ جس نے اس کو کافر و زندیق ٹھہرا کر قید و بند میں ڈال دیا تھا اب اس کے ماتھے سے پشیمانی کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔ وہ اب اپنے ساڑھے تین سو سالہ پُرانے فتوے سے رجوع کرنا چاہتا ہے۔ ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء کو آرچ بشپ آف ویانا نے اعلان کیا ہے کہ چرچ ایک کمیشن مقرر کرنے کے سوال پر غور کر رہا ہے۔ جو گلیلیو کے خلاف چرچ کے فتویٰ پر نظرِ ثانی کریگا۔ اس اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ "چرچ آف ویٹی کن" اب اس گذشتہ "محکمہ احتساب" کے حضور خراجِ عقیدت پیش کر کے اپنے ظلم و تشدد کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔ کیا چرچ کے اِس تازہ فیصلے میں دُوسرے اہلِ مذاہب کے لئے کوئی درسِ عبرت ہے؟

هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ

★ ★ ★